

۲۴۔ شرح : اس شعر کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ، اگرچہ کسی قدر تکلف سے کام لینا پڑتا ہے۔

۱۔ اگر محبوب کا دروازہ کھلا پائیں تو جا سکتے ہیں ، لیکن ہم پکاریں ، گویا التجا کریں ، پھر دروازہ کھلے ، یوں جانا ہم کیونکر گوارا کر سکتے ہیں ؟ اس مفہوم سے ملتا جلتا شعر میرزا پہلے بھی کہ چکے ہیں۔

بندگی میں بھی وہ آزرده و خود ہیں کہ ہم  
اٹھے پھر آئے ، در کعبہ اگر داند ہوا

۲۔ دوسرا مفہوم زیادہ قرین تیاں ہے۔ کہتے ہیں ، محبوب کا دروازہ کھلا پائیں تو ہم کیونکر داخل ہو سکتے ہیں ؟ یہ تو بارِ عام ہوا ، اس میں ہمارے لیے تخصیص کا کون سا پہلو ہے ؟ ہم تو اس وقت جائیں گے کہ وہاں پہنچیں ، آواز دیں ، پھر خاص ہمارے لیے دروازہ کھلے۔

۲۵۔ شرح : ہم اپنی سادہ لوحی سے اس پر فخر کر رہے ہیں کہ دوست کا راز دل میں چھپا رکھا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ ادھر یہ حال ہے کہ دوست کا راز دشمن پر آشکارا ہو چکا ہے ، یعنی خود دوست نے سب کچھ رقیب پر ظاہر کر دیا ہے۔ پھر ہمارے لیے رازداری پر فخر کا کون سا موقع ہے ؟

۲۶۔ لغات - کھلا : باعثِ زینت ہوا۔

شرح : یقیناً محبت کا داغ دل پر بہت اچھا لگتا تھا ، لیکن محبت کا زخم دل کے لیے اور بھی زینت کا باعث بن گیا ، یعنی زخم کو داغ پر فوقیت حاصل ہے۔

۲۷۔ شرح : میرا محبوب اس درجہ ستمگر ہے کہ اس نے ابرو کی کمان کبھی ہاتھ سے نہیں رکھی اور غمزے کی کمر سے خنجر کبھی نہیں کھولا۔ گویا اس کے ابرو اور غمزے بدستور تیر اندازی و خنجر زنی میں سرگرم ہیں۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں : ” ابرو کو کمان اور غمزے کو خنجر سے تشبیہ دیا